ادبِ اطفال کے تین اہم فکشن نگار

محمد اختر
شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی

ملخص

کہانی نہایت قدیم صنف وسخن ہے۔ انسان کی زندگی میں گزرنے والے واقعات ہی کہانی ہوتے ہیں۔ بچوں کے ادب میں جو کہانیاں لکھی جا رہی ہیں وہ طویل بھی ہوتی ہیں اور مختصر بھی۔ ان کہانیوں میں کسی انسانی زندگی کو لیکر ان کے مختصر واقعات کو چھوٹی کہانیوں میں بیان کیے جا سکتے ہیں۔ اور اس کی زندگی کا ایک بڑا حصہ اگر بیان کیا جائے اور اس کے ساتھ پیش آنے والے تمام واقعات بیان کر دیا جائے جائیں تو کہانی طویل ہوگی۔ ہم روزمرہ کی زندگی کے واقعات کو کہانی کے روپ میں پیش کر سکتے ہیں۔ ہر انسان کی زندگی میں بہت سی دلچسپ کہانیاں چھپی ہوئی ہیں۔ اسے تحریر کر دیا جائے تو وہ کہانی بن جائے گی۔ حضرت آدمؑ اور حواؑ اس دنیا میں سب سے پہلے آئے ان کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کو لوگ آج بھی بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح مشہور و معروف شخصیت کے واقعات کو ادیبوں نے قلم بند کیا جو بچوں کے لیے معلوماتی کہانی کے زمرے میں آتی ہیں۔ یوں تو حضرت آدمؑ اور دادی حواؑ کے واقعات آج بھی سنائے جاتے ہیں جن میں حضرت آدمؑ کے علاوہ ہابل اور قابیل کا قصہ بھی شامل ہیں۔ اس سے ذرا آگے بڑھتے ہیں تو انسان جنگلوں میں اپنی زندگی کے اوقات گزرا کرتے تھے۔ ان کی غذا بھی جنگلی جانور ہوا کرتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ انسان ترقی کرتا ہوا جنگلوں سے نکل کر جھونپری میں آئے اور پھر کچے مکان سے ہوکر پکے اور عالی شان محلات میں زندگی بسر کرنے لگے۔ غرض یہ کہ ہر زمانے نے اپنے پیچھے بہت سے واقعات چھوڑے ہیں۔ یہی واقعات انسانی زندگی کو سنوارتی ہیں اور بہت کچھ زندگی کو دیتی بھی

ہے۔ کہانیاں انسانوں کے دل بہلانے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ تو دوسری طرف اپنے دور کی معاشرتی و تہذیبی زندگی سے روشناس کراتی ہیں۔ کہانیاں ہر زمانے میں مقبول رہیں۔ کبھی بزرگوں نے اپنے خاندان کے بچوں کو کہانیاں سنائی تو کبھی وقت گزاری کے لیے قصہ گوئی کی محفلیں سجی۔ کبھی کتابوں کے ذریعہ کہانیاں پڑھی گئی۔ غرض کہ قصہ کہانی کی روایت بہت قدیم زمانے سے چلی آ رہی ہے۔

☆☆☆☆

مرزا عظیم بیگ چغتائی: مرزا عظیم بیگ چغتائی ناول نگار، افسانہ نگار، مزاح نگار اور ڈراما نگار ہیں۔ انھوں نے بچوں کے لیے بھی ناولیں لکھیں جو کافی مقبولیت حاصل کی۔ ویسے عظیم بیگ چغتائی کی شہرت کا سبب ان کی مزاح نگاری رہی ہے۔ آپ کی پیدائش 1895ء کو جودھ پور میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم مرزا قسیم بیگ چغتائی کلکٹر کے فرائض سے سبکدوش ہوئے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، اور اٹاوہ اسکول سے آگے کی پڑھائی مکمل کی۔ اعلی تعلیم کی غرض سے علی گڑھ کا رُخ کیے اور یہاں سے ایل ایل بی کی سند پائی۔ عظیم بیگ چغتائی بچپن سے ہی ذہین بچوں میں شمار کیے جاتے تھے اور آپ عمر کی ابتدائی دور سے ہی قصہ کہانیوں میں دلچسپی لیا کرتے تھے۔ ہم عمروں میں گفتگو کے دوران ہنسی مذاق کا ماحول پیدا کیا کر دیتے تھے۔ قدرت نے عظیم بیگ چغتائی کی زندگی میں بیماری ایسی عطا کی کہ وہ عمر کی آخری دہلیز تک ساتھ رہا۔ اس وجہ سے آپ کا جسم کمزور رہا ہمیشہ بے سکونی کی زندگی بسر کی۔ آپ کی تیمارداری والدہ کیا کرتی تھیں۔ آپ کی موت کا سبب دق کی بیماری رہی اور اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

مرزا عظیم بیگ چغتائی ایک زندہ دل انسان تھے۔ ان کی زندہ دلی انکی تحریروں میں نمایاں ہیں۔ وہ جس قدر کمزور اور ناتواں تھے لیکن آپ کا کردار طاقت ور، شرارتی، اور بہادری کی مثال دی جاتی تھی۔ عصمت چغتائی جو آپ کی چھوٹی بہن ہیں۔ اور انھوں نے آپ کی شخصیت پر دوزخی کے عنوان سے بہترین خاکہ لکھی ہیں۔ جن میں وہ عظیم بیگ چغتائی کی بیماری، کمزوری کا ذکر کرتی ہیں اور ساتھ ہی آپ کے کرداروں پر روشنی بھی ڈالتی ہیں۔ ایک جگہ وہ لکھتی ہیں کہ:

''کھر پا بہادر جس کا پہلا ٹکڑا روح لطافت میں چھپا

ہے۔ یہ سب تخیلی ہے۔ لاچار مجبور انسان اپنے ہمزاد سے دنیا جہاں کی شرارتیں کروالیتا ہے وہ خود تو دو قدم نہیں چل سکتا لیکن ہمزاد چوریاں سرتا شرارتیں کرتا ہے۔ خود تو ایک انگلی کا بوجھ نہیں سہار سکتا، مگر ہمزاد جی بھر کر مار کھاتا ہے اور ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ مصنف کو ارمان تھا کہ کاش وہ بھی اتنا مضبوط ہوتا کہ دوسرے بھائیوں کی طرح ڈیڑھ ڈیڑھ سو جوتے کھا کر کمر جھاڑ کر اُٹھ کھڑا ہوتا۔"

مرزا عظیم بیگ چغتائی کے کئی افسانوی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ "مرزا جنگی" کے عنوان سے ایک ڈراما بھی منظر عام پر آ چکا ہے۔ ان کے مزاحیہ مضامین کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ناولٹ "آدم خوروں کے قصّے" شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کی تخلیقات کا سرمایہ وسیع ہیں۔ عظیم بیگ چغتائی کسی ایک میدان کے کھلاڑی نہیں ہیں۔ بیک وقت ناول نگار، افسانہ نگار، ڈراما نگار اور مزاح نگار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اردو ادب کے تمام صنفوں میں آپ کی تخلیقات شائع ہو چکی ہیں۔ عظیم بیگ چغتائی اپنی کتاب آدم خور میں لکھتے ہیں کہ:

"جنگلیوں اور آدم خوروں کے حالات لکھنا اور پڑھنا میرا زمانہ طالب علمی کا پرانا شوق ہے جو بدستور جاری ہے۔ میری زندگی کی ابتدا ہی کتابوں کی تصنیف سے ہوئی"۔

مرزا عظیم بیگ چغتائی کی تخلیقات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو مصنف کی ذہانت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی کہانیوں میں واقعات در واقعات انوکھے اور دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔ زندگی میں آنے والی مشکلات اور ان کا حل، یہ تمام چیزیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ آپ کے ادبی کارنامے دادِ تحسین کے لائق ہیں۔ پھر بھی ادبی دنیا میں ان کا جو مقام ہونا چاہئے تھا وہ انھیں نصیب نہیں ہوا۔

اردو ادب کے مختلف صنفوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے وہیں عظیم بیگ چغتائی نے بچوں کے ادب پر بھی اپنا قلم چلایا ہے۔ "قصر صحرا" اردو کا پہلا ناول ہے جو بچوں کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔ "قصر صحرا" کے واقعات دلچسپ اور انوکھے ہیں۔ اس ناول میں ایک ترک خاندان کی کہانی بیان کی گئی

ہے۔جنھیں جلاوطنی کا درد سہنا پڑا۔عظیم بیگ چغتائی نے بچوں کے لیے ایک اور ناول تحریر کیے ہیں جس کا عنوان ''بحر جنوبی کا سفر'' ہے۔

سراج انور: سراج انور ادبی دنیا میں ناول نگار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔انھوں نے متعدد کہانیاں بھی لکھی ہیں۔سراج انور ادب اطفال کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔بچوں کے لیے انھوں نے کئی ناول تخلیق کیا جن میں ''خوفناک جزیرہ'' 1969ء میں شائع ہوا۔''کالی دنیا'' ان کا دوسرا ناول ہے جو 1972ء میں منظر عام پر آیا۔تیسرا ناول ''نیلی دنیا'' اور چوتھا ناول ''دوڑتا جنگل'' 1986ء میں شائع ہوا۔سراج انور کم عمری سے ہی ادبی دنیا میں قدم رکھا۔اور تخلیق کا آغاز بچوں کی کہانی سے ہی کی۔آپ کی پہلی کہانی ''پتنگ'' ہے جو 1943ء میں رسالہ ''بچوں کا باغ میں شائع ہوئی۔سراج انور کی مقبول کہانیوں میں ''سونے کا شہر''، ''جادو کی آنکھیں''، ''بوتل کا قیدی''، ''تیس مار خاں''، ''اختر کی عید''، ''عجیب دوست''، ''جانوروں کی دنیا''، ''کتاب کا راز'' وغیرہ بچوں میں مقبول ہوئیں۔سراج انور کی کہانیوں میں مافوق الفطرت عناصر جابجا دیکھنے کو ملتے ہیں۔ان کے ناولوں میں پہاڑی مقامات کی منظر کشی نظر آتی ہے۔سراج انور اس تعلق سے خود اعتراف کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

> ''میرے بیشتر ناول پہاڑی مقامات کے پس منظر میں لکھے ہوئے ہیں شاید مجھے یہ مقامات اور یہاں کے مکیں اس لئے پسند ہیں کہ وہ بہت صاف دل اور کم گو ہوا کرتے تھے۔بیحد غریب لیکن دل کے امیر۔میں نے بذات خود پہاڑوں کی بہت خاک چھانی ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جنت ایسی نہیں تو بس اس سے کچھ بہتر ہی ہوگی''۔

سراج انور نے بچوں کے لیے دو سو سے بھی زائد کہانیاں تحریر کی ہیں۔یہ تمام کہانیاں بچوں کے لیے سبق آموز ہیں۔جو انھیں کچھ سکھاتی ہیں، کچھ بتاتی ہیں اور انھیں اچھے کام کی ترغیب دیتی ہیں۔آپ نے ادب اطفال میں بچوں کی دلچسپی کا خاص خیال رکھا۔اس طرح ان کی کہانیاں تفریح کے ساتھ ساتھ ان کی اصلاح بھی کرتی ہیں۔سراج انور کا شاہکار ناول ''دوسرا زینہ'' ہے جو بچوں کے درمیان مقبول رہا۔سراج انور نے اپنی پوری زندگی بچوں کی تربیت، ان کی اصلاح کی غرض کے لیے

عمدہ سے عمدہ کہانیاں تخلیق کی۔اور بچوں کی دلچسپی کا بھی پورا پورا خیال رکھا۔یہ ان کی بچوں سے محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بچوں کی ادبی دنیا میں خاص مقبول ہوئے۔ان کا خاصہ یہ بھی رہا ہے کہ انھوں نے اپنی کہانیوں میں حیرت انگیز واقعات اور مافوق الفطرت کا بھرپور استعمال کیا اس کی وجہ بھی رہی ہے کہ بچے اس طرح کے انداز کو خوب پسند کرتے ہیں۔

اے حمید: اے حمید 1928ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔آپ بیک وقت ناول نگار،افسانہ نگار اور ڈراما نگار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔انھوں نے میٹرک امرتسر سے کیا۔تقسیم ہند کے بعد آپ لاہور منتقل ہو گئے۔اور لاہور سے ہی ایف اے پرائیوٹ سے پاس کیا۔اس کے بعد ریڈیو پاکستان میں ملازم ہو گئے۔اے حمید کا پہلا افسانہ''منزل منزل'' کے عنوان سے 1948ء میں شائع ہوا۔آپ کا ادبی سرمایہ بہت وسیع ہے۔جن میں کثیر تعداد میں ناول اور افسانوی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔افسانوی مجموعے''مٹی کی مونالیزا''،''کچھ یادیں کچھ آنسو''،''خزاں کا گیت''،''بارش اور بالکنی''اور''زرد گلاب'' وغیرہ ہیں۔ان کے ناولوں میں''ڈربے''،''اور چنار جلتے رہے''،''ویران گلی میں لڑکی''،''پھول گرتے ہیں''،''پہلا اداس چاند''،''طوفان کی رات''،''پیپل والی گلی''،''ناریل کا پھول''اور''چائے والا'' وغیرہ ہیں۔ان کا ادبی سرمایہ اس قدر وسیع ہے کہ اگر تمام کتب کے نام لکھے جائیں تو صفحے بھر جائیں۔افسانے اور ناول کے علاوہ کالم،اخباری کالم،جاسوسی کہانیاں،سفرنامے،ریڈیو کالم،ٹی وی ڈرامے ان سب پر انھیں کمال حاصل تھا۔اے حمید کا انتقال 2011ء میں سانس کی تکلیف کی وجہ سے ہوا۔

اے حمید کو ماضی سے انسیت سی تھی جب بھی محفل میں ہوتے تو دورانِ گفتگو ماضی کے جھروکے میں چلے جایا کرتے تھے۔وہ ماضی کے خوبصورت لمحوں کو اکثر یاد کیا کرتے تھے۔فطرت سے انھیں بے حد لگاؤ تھا یہ انسیت ان کی تحریروں میں بھی نظر آتا ہے۔اے حمید اپنی زندگی کا بیشتر حصہ لکھنے میں گزار دیا۔آپ کی تخلیقات میں معاشرتی حقیقت نگاری واضح طور پر نظر آتی ہے۔ان کی کہانیوں میں محبت اور فطرت دونوں کا عکس ساتھ ساتھ نظر آتا ہے۔

اے حمید نے بچوں کے ادب پر بہت سی کہانیاں اور ناول تحریر کیے۔''امبر ناگ ماریا'' ادب اطفال کا مقبول ترین ناول ہے۔اس ناول کی کہانی قسط وار شائع ہوا تھا۔اس ناول میں مافوق الفطری عناصر پائے جاتے ہیں۔بچوں کے ادب پر ان کی دوسری کتاب''آسیبی باولی کا راز'' بہت مقبول ہوا۔ان

کی کہانیوں میں واقعات رومانی اور حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی مافوق الفطری عناصر پر واقعات بیان ہوتے ہیں تو اس کی سحر انگیزی قاری پر اس قدر حاوی ہو جاتا ہے کہ وہ واقعات بھی حقیقت معلوم پڑتا ہے۔اے حمید کو واقعات بیان کرنے پر قدرت حاصل ہے اور واقعات گڑھنے پر بھی کمالِ فن حاصل ہے۔

☆☆☆